25

قربانیوں کا مطالبہ کر کے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اعلیٰ درجہ کی نعمتوں کی طرف بلایا ہے

(فرمودہ 11 جولائی 1947ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''تین ماہ کے قریب ہوئے کہ مَیں نے حفاظتِ قادیان کے لئے چندہ کی تحریک کی تھی جس میں ہماری جماعت کے بہت سے دوست حصہ لے چکے ہیں۔ لیکن باوجود اِس کے کہ اِس تحریک کی میعاد ختم ہو چکی ہے مَیں نے محکمہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ اِس تحریک کو اُس وقت تک جاری رکھے جب تک جماعت کے تمام افراد اِس میں شامل نہ ہو جائیں۔ جن لوگوں نے باوجود علم کے اِس تحریک میں حصہ نہیں لیا اگر وہ بعد میں حصہ لیں گے تو وہ نادہندگی کے الزام سے تو بچ جائیں گے لیکن اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کا ثواب اُن لوگوں کے برابر نہیں ہوگا جنہوں نے وقت پر اِس تحریک میں حصہ لیا ہے اور عین ضرورت کے وقت اپنی قربانی پیش کر دی ہے۔ لیکن جن لوگوں تک ابھی یہ آواز نہیں پہنچی یا ملک کے فسادات کی وجہ سے اُن کو اطلاع نہیں ہوسکی یا وہ دُور کے ممالک یا دُور کے علاقوں کے رہنے والے ہیں وہ باوجود دیر ہو جانے کے ثواب میں ان لوگوں کے برابر ہی ہونگے جنہوں نے وقت پر اطلاع مل جانے کی وجہ سے سہولت اور آسانی کے ساتھ اِس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں ابھی تک جماعت کے قریباً چوبیس فیصدی لوگ ایسے ہیں جو اِس تحریک میں شامل ہونے سے محروم ہیں۔ اگر ان میں سے آٹھ یا دس فیصدی بیرونجات

کے احمدی نکال دیئے جائیں تب بھی ہندوستان کے اندر رہنے والے احمدیوں میں سے پندرہ یا سولہ فیصدی اِس میں شامل ہونے سے ابھی تک محروم ہیں۔ اور یہ ایک نہایت ہی افسوس ناک امر ہے۔ کیونکہ زندہ اور روحانی جماعتوں کے لئے تو ایک فیصدی لوگوں کا محروم رہ جانا بھی نہایت افسوسناک ہوتا ہے کُجا یہ کہ پندرہ یا سولہ فیصدی لوگ کسی تحریک میں حصہ لینے سے محروم رہ جائیں۔

یہ تحریک اپنی ذات میں ایک نئی قسم کی تحریک ہے جس کے ذریعہ جماعت کو اِس امر کی طرف لایا جا رہا ہے کہ ہماری جائیدادیں کُلّی طور پر خدا تعالیٰ کی جائیدادیں ہوں۔ اور ہم بیعت کرتے وقت جو اقرار کیا کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اِس کا ثبوت ہمارے عمل سے ظاہر ہو۔ ابھی تو زبانی طور پر لوگ اپنی جائیدادوں کو وقف کر رہے ہیں اور اُن سے مطالبہ صرف ایک فیصدی کا کیا گیا ہے۔ باقی ننانوے فیصدی اُنہی کے پاس رہتا ہے۔ لیکن جُوں جُوں ہماری جماعت کا ایمان مضبوط ہوتا چلا جائے گا اور جُوں جُوں سلسلہ کی ضروریات بڑھتی جائیں گی یہ مطالبات بھی زیادہ ہوتے جائیں گے۔ لیکن اِن مطالبات کا ہونا جہاں مومنوں کے لئے خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور اُس کے فضلوں کے حصول کا ایک ذریعہ بن رہا ہے وہاں یہ کمزوروں اور غیر مخلصوں کے لئے ٹھوکر اور ابتلا کا بھی موجب ہے۔ مَیں تو حیران ہوں کہ ملک کے حالات کو دیکھنے کے باوجود ایک مومن کہلانے والا شخص کس طرح زبانی طور پر بھی اپنی جائیداد پیش کرنے سے ہچکچاتا ہے۔ حالانکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ کئی صوبوں اور علاقوں میں مسلمانوں کی ساری کی ساری جائیدادیں تباہ ہو چکی ہیں۔ پس بجائے اِس کے کہ کوئی دوسرا ان کی جائیدادوں کو تباہ کرے وہ اپنی مرضی سے اپنی جائیدادوں کو اِس طرح وقف کر دیں کہ ضرورت کے موقع پر ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے اور وقت آنے پر خطرات کے بوجھ کو اٹھایا جا سکے۔ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے بھی اِس تحریک میں حصہ نہ لینا اور اِس سے گریز کرنا دانشمندی کے بالکل خلاف ہے۔ امرتسر اور لاہور میں جن لوگوں کے مکانات جلے ہیں وہ آخر اُن کی جائیدادیں ہی تھیں۔ اور ان مکانوں کے جلنے میں صرف چند گھنٹے لگے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں اگر وہ لوگ وقت کی نزاکت کو سمجھتے اور اپنے ملک اور قوم کی خدمت کے لئے اپنی جائیدادیں وقف کر دیتے یا اپنی جائیدادوں کا ایک حصہ اپنے ملک اور قوم کی خدمت کے لئے پیش کر دیتے تو شاید یہ بلا اُن پر نازل نہ ہوتی۔ اور

شاید لوگوں کے دلوں میں اِتنی سختی اور بُغض پیدا نہ ہوتا۔ مگر جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اِس بلاء سے بچایا ہے اُنہیں تو اِن حالات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اُنہیں سوچنا چاہیئے کہ جو کچھ ایک جگہ ہوا ہے وہ دوسری جگہ بھی ہوسکتا ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ سیاسی تغیرات کے ماتحت حکومتیں بھی ایسے قانون پاس کر دیا کرتی ہیں کہ جن کی رو سے افراد کی جائیدادیں اُن کی اپنی جائیدادیں نہیں رہتیں بلکہ وہ حکومت کی ملکیت سمجھی جاتی ہیں۔ جیسے روس کے علاقہ میں حکومت نے ساری جائیدادیں ضبط کر لی ہیں اور کسی کی ملکیت اُس کی ذاتی ملکیت نہیں رہی۔ ایسی صورت میں یکدم سو فیصدی دینا پڑتا ہے۔ اور پھر سو فیصدی دینے کے باوجود بھی ثواب نہیں ملتا۔ مگر یہاں کسی کا اپنی جائیداد کا سو فیصدی صرف زبانی پیش کرنا اور اس میں سے صرف ایک فیصدی دے دینا اور اِس طرح ثواب بھی حاصل کرنا اور جماعتی ترقی اور تنظیم میں بھی مُمِد ہو جانا کتنی آسان قربانی ہے۔ اور انسان کا دل اِس سے کتنی تسلّی پاتا ہے کہ بجائے اِس کے کہ وہ اپنے مال کو دوسروں کے ہاتھوں تباہ کرالیتا اُس نے خدا تعالیٰ اور اُس کے دین کے لئے اپنا مال وقف کر دیا۔ پس جو لوگ اب تک اِس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے مَیں اُن کو توجہ دلاتا ہوں اور اِس کے ساتھ ہی اُن لوگوں کو بھی جنہوں نے اِس تحریک میں وعدہ تو کیا ہے لیکن ابھی تک ادائیگی نہیں کر سکے کہ وہ اِس چندہ کی ادائیگی میں سُستی اور غفلت سے کام نہ لیں۔ اِس وقت تک جو کچھ وصولی ہوئی ہے وہ بہت ہی افسوسناک ہے۔ تحریک کرتے وقت کہا تو یہ گیا تھا کہ یہ رقم چھ ماہ کے اندر وصول ہو جائے۔ لیکن جس رنگ میں وصولی ہو رہی ہے اُس سے مَیں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ رقم چھ سال میں بھی وصول نہیں ہوسکتی۔ حالانکہ اِس چھ ماہ کے عرصہ میں زمینداروں کے لئے صرف فصل ربیع ہی ایک ایسا موقع تھا جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنے وعدوں کی ادائیگی کر سکتے تھے۔ لیکن ربیع کی فصل آئی اور جا بھی چکی۔ اگر انہوں نے اب یہ رقم ادا نہ کی تو آئندہ مہینوں میں وہ کسی طرح ادا نہیں کر سکیں گے۔ جب تک گندم ان کے پاس ہے یا جب تک گندم کا روپیہ ان کے پاس ہے وہ توفیق رکھتے ہیں کہ اپنے اپنے وعدوں کی ادائیگی کرتے ہوئے اِس بار سے سبکدوش ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ لیکن جب گندم ان کے پاس نہ رہے گی اور گندم کا روپیہ ان کے ہاتھوں سے نکل چکا ہوگا تو آئندہ صرف ماش یا گنّا یا کپاس یا توریا یا سرسوں کی فصلوں پر ہی

ان کے پاس روپیہ آ سکتا ہے۔ اور وہ بھی دسمبر سے پہلے نہیں آ سکتا۔ اگر اعلان کی آخری تاریخ سے (جو 30 جون تھی) مزید چھ ماہ کی میعاد شمار کی جائے تو یہ میعاد دسمبر میں ختم ہوتی ہے۔ لیکن دسمبر تک سوائے چھوٹی چھوٹی فصلوں کے کوئی بڑی فصل نہیں ہوتی۔ کماد ہمارے ملک میں بڑی فصل ہے اِسی طرح توریا بھی بڑی فصل ہے اور کپاس اور سرسوں کی فصلیں بھی بڑی سمجھی جاتی ہیں۔ مگر اِن سب کی آمدن مارچ یا اپریل تک ہوتی ہے دسمبر تک نہیں ہوتی۔ پس جو لوگ اپنے وعدوں کی رقوم اس وقت ادا نہیں کریں گے وہ مجبور ہوں گے کہ اپنے وعدوں کو ٹلا دیں۔ اور پھر وہ یہ کہنے لگ جائیں گے کہ ہمیں مارچ یا اپریل تک مہلت دی جائے۔ پس جماعت کے دوستوں کو اور بالخصوص زمینداروں کو جلد از جلد اپنے وعدوں کی رقوم کی ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ورنہ ایک نادر موقع ان کے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اِسی طرح دوسرے دوستوں کو بھی جلد ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ انہیں یہ انتظار نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ چھ مہینے گزرنے کے بعد ادا کردیں گے۔ کیونکہ چھ مہینے کے بعد جو لوگ ادا کریں گے اُنہیں سُستی اور غفلت کا دھبہ لگ جائے گا۔ ہر شخص جو سُستی کرتا ہے اور آج کا کام کل پر چھوڑتا ہے وہ اِسی لئے ایسا کرتا ہے کہ اُسے اُس کام کے ساتھ محبت نہیں ہوتی۔ ورنہ جو شخص اپنے کام کے ساتھ محبت رکھتا ہے وہ جلد از جلد اُسے سرانجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔

منشی اروڑے خاں صاحب مرحوم اپنا قصہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن سے وعدہ کیا کہ آپؑ کبھی اُن کے پاس کپورتھلہ تشریف لائیں گے۔ اُن دنوں کپورتھلہ تک ریل نہ ہوتی تھی اِس لئے پھگواڑہ سے اُتر کر یکّوں پر کپورتھلہ جانا پڑتا تھا۔ آپ کسی کام کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے تو آپ کو خیال آیا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپؑ بغیر اطلاع دیئے کپورتھلہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ منشی اروڑے خاں صاحب مرحوم ایک دوکان پر بیٹھے تھے اور باتیں کر رہے تھے کہ سلسلہ کا ایک شدید ترین دشمن جو ہمیشہ اُن کے ساتھ سلسلہ کے خلاف ہنسی اور تمسخر کیا کرتا تھا اُن کے پاس پہنچا اور کہا تمہارے مرزا صاحب اڈّے پر آئے ہوئے ہیں۔ منشی اروڑے خاں صاحب مرحوم کہتے تھے جب مَیں نے اُسکی یہ بات سُنی تو مجھے اُس کی پرانی ہنسی اور تمسخر کی وجہ سے یہ خیال گزرا کہ یہ میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔ ورنہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے تو مجھے پہلے اپنی تشریف آوری کی

اطلاع نہ دیتے ؟ چنانچہ مَیں نے اُس کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اور کہا تم اِتنے نالائق آدمی ہو کہ اِس قسم کے معاملات میں بھی ہنسی اور مذاق سے باز نہیں آتے جو ہماری محبت کے جذبات سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ اگر اُس نے سچی بات کہی ہو تو مجھے اُس کے ساتھ جھگڑنے میں دیر ہو جائے گی۔ چنانچہ مَیں ننگے سر اور ننگے پاؤں وہاں سے اڈّے کی طرف بھاگا۔ مگر تھوڑی دُور جا کر پھر مجھے خیال آیا کہ اُس نے مذاق ہی نہ کیا ہو۔ چنانچہ مَیں پھر ٹھہر گیا اور پھر اُسے گالیاں دینی شروع کیں کہ تم ہمیشہ میرے ساتھ مذاق کرنے کے عادی ہو۔ اُس نے کہا میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کے مرزا صاحب اڈّے پر پہنچ چکے ہیں۔ مَیں نے کہا ہماری قسمت کہاں کہ آپؑ یہاں تشریف لے آئیں۔ تم میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو۔ وہ کہنے لگا تم مجھے گالیاں ہی نہ دیتے رہو۔ مرزا صاحب تو وہاں سے چل بھی پڑے ہونگے۔ جلدی جاؤ اور اُن سے ملو۔ یہ سن کر مَیں پھر اڈّے کی طرف دَوڑ پڑا۔ مگر چند قدم چل کر پھر مجھے خیال آیا کہ اُس نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے۔ اِس لئے مَیں نے پھر اُسے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اُس نے کہا تم مانو یا نہ مانو مَیں سچ کہہ رہا ہوں کہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے مرزا صاحب کو اڈّے پر دیکھا ہے۔ اِس پر مَیں پھر اڈے کی طرف بھاگا۔ مگر ابھی مَیں راستہ میں ہی تھا کہ مَیں نے دیکھا سامنے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے ہیں۔ اور مَیں خدا تعالیٰ کا شکر بجا لایا۔ اب دیکھو جس چیز کے ساتھ کسی کو محبت ہوتی ہے وہ اُس کے حاصل کرنے میں دیر نہیں کیا کرتا۔ منشی اروڑے خان صاحب مرحوم کو یہ یقین نہ تھا کہ آپؑ تشریف لائے ہیں۔ لیکن وہ محبت کی وجہ سے اُدھر اُس اطلاع دینے والے کو بُرا بھلا کہتے تھے اور اِدھر اڈّے کی طرف بھاگتے تھے۔ گویا اُن پر ایک اضطراب کی کیفیت طاری تھی۔

پس جن لوگوں کے دلوں میں دین کی محبت ہوتی ہے وہ جلد سے جلد دین کے کاموں کو سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی ثبوت ہوتا ہے اِس بات کا کہ اُن کے دلوں میں خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول اور اُس کے دین کی سچی محبت موجود ہے۔ اِس لئے جو شخص دین کی خدمت کے لئے چندہ لکھواتا ہے وہ اگر سچا اور حقیقی مومن ہو تو اُس چندے کی ادائیگی کو اپنے لئے فخر کا موجب اور خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہے۔ اور یقین رکھتا ہے کہ مَیں جتنی جلدی اِس فرض سے سبکدوش ہو جاؤں گا اُتنا ہی زیادہ مجھ پر خدا تعالیٰ راضی ہوگا۔ پس جماعت کے دوستوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے چھ ماہ کی میعاد تک

بھی انتظار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جلد از جلد یہ رقوم ادا کر دینی چاہئیں۔ مَیں نے بتایا ہے کہ اِس تحریک کے چندہ کی ادائیگی کی موجودہ رفتار اتنی سُست ہے کہ چھ ماہ تو کیا چھ سال میں بھی یہ رقم جمع نہیں ہوسکتی۔ اِس لئے جماعت کو فرض شناسی اور اخلاص سے کام لیتے ہوئے اور اِس تحریک کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے جلد از جلد اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور کسی قسم کی قربانی سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔

جن خطرات میں سے اِس وقت ہمارا ملک گزر رہا ہے اور جن خطرات میں سے اِس وقت ہماری جماعت گزر رہی ہے ان میں سے جو خطرات ظاہر ہیں وہ تو ظاہر ہی ہیں اور سب دوستوں کو معلوم ہیں اور بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جو آپ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ اور مَیں اُن باتوں کو اِس لئے ظاہر نہیں کرتا کہ کہیں کمزور لوگ دل نہ چھوڑ بیٹھیں۔ ورنہ اِن دنوں ہماری جماعت ایسے خطرات میں سے گزر رہی ہے کہ اُن کے تصور سے مضبوط سے مضبوط انسان کا دل بھی بیٹھ جاتا ہے اور اُس کے قدم لڑکھڑا جاتے ہیں۔ صرف جماعت کے کمزور لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے اور بعض دوسرے مصالح کی وجہ سے میں وہ باتیں پردۂ اخفاء میں رکھتا ہوں ورنہ اِن دنوں مَیں بعض اوقات اِس طرح محسوس کرتا ہوں جیسے کسی عظیم الشان محل کی دیواریں نکل جائیں اور اُس کی چھت کے سہارے کے لئے ایک سرکنڈا کھڑا کر دیا جائے۔ تاج محل یا ایسی ہی کسی بڑی عمارت کی چھت کے نیچے اگر سرکنڈا کھڑا کر دیا جائے تو جو حال اُس سرکنڈے کا ہوسکتا ہے وہی حال بسا اوقات اِن دنوں مَیں اپنا محسوس کرتا ہوں۔ وہ بوجھ جو اِس وقت مجھ پر پڑ رہا ہے اور وہ خطرات جو جماعت کے مستقبل کے متعلق مجھے نظر آ رہے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اُن کا اظہار بھی مشکل ہے اور اُن کا اٹھانا بھی کسی انسان کی طاقت میں نہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اُن خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے مَیں اُس بوجھ کو اٹھائے ہوئے ہوں۔ ورنہ کوئی انسان ایسا نہیں ہوسکتا جس کے کندھے اِتنے مضبوط ہوں کہ وہ اِس بوجھ کو سہار سکیں اور ان تفکرات کا مقابلہ کر سکیں۔ ہماری جماعت کے حصہ میں تو صرف چندے ہی ہیں۔ تفکرات میں اُس کا کوئی حصہ نہیں۔ بلکہ تفکرات اُن تک پہنچتے بھی نہیں۔ جیسے خطرہ کے وقت ماں اپنے بچہ کو گود میں سُلا لیتی ہے اور سارا بوجھ خود اٹھا لیتی ہے یہی حالت اِس وقت میری ہے۔ مَیں بھی اُن خطرات سے جو مجھے اِس وقت نظر آ رہے ہیں جماعت کو آگاہ نہیں کرتا اور سارا بوجھ اپنے دل پر

لے لیتا ہوں۔ کیونکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے کام تو بہرحال خدا تعالیٰ نے ہی سرانجام دینے ہیں مَیں جماعت کے لوگوں کو کیوں پریشان کروں۔ اللہ تعالیٰ جس رنگ میں چاہے گا اُس کی مشیّت پوری ہو کر رہے گی۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے جس مقام پر مجھے کھڑا کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو رُتبہ مجھے عطا کیا گیا ہے اُس کے لحاظ سے سب سے پہلا اور آخری ذمہ دار مَیں ہی ہوں۔ اور جماعت کے بوجھ اٹھانے کا اَصل حق میرا ہی ہے۔ باقی جیسے قرآن کریم میں ذوالقرنین کے متعلق کہا گیا ہے کہ اُس نے کہا تھا اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ[1] یعنی لوہے کے ٹکڑے میرے پاس لاؤ۔ وہی بات مَیں نے بھی جماعت کے سامنے پیش کر دی ہے کہ تم اپنی جائیدادوں کا ایک فیصدی قربانی میں پیش کر دو اور بقیہ کام خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ وہ خود جماعت کی حفاظت کے سامانے پیدا کر دے گا۔ اِس وقت تمہارا کام صرف زُبَرَ الْحَدِیْدِ پیش کرنا ہے۔ ورنہ اصل اور اہم کام تو خدا تعالیٰ اور اُس کے مقرر کردہ افراد نے ہی کرنا ہے۔ بلکہ افراد نے بھی کیا کرنا ہے خدا تعالیٰ نے خود ہی کرنا ہے۔ جماعت تو ان مصائب اور مشکلات کے مقابلہ کی طاقت ہی نہیں رکھتی۔ کیونکہ ان کو دور کرنا انسانی طاقت سے بالا ہے۔ پس سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے اَور کوئی ہستی ان کو دور کر ہی نہیں سکتی۔ لیکن جو چھوٹا سا کام ہماری جماعت کے ذمہ ہے اگر جماعت اُس میں بھی سُستی اور غفلت سے کام لے تو یہ نہایت ہی افسوسناک امر ہوگا اور ہماری جماعت کی آئندہ ترقیات میں روک ثابت ہوگا۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسے بدنتائج سے محفوظ رکھے اور ہمارے دلوں میں اِس قدر دین، ایمان اور اخلاص بھر دے کہ ہماری یہ قربانیاں آئندہ آنے والی قربانیوں کے لئے پیش خیمہ ثابت ہوں۔ اور ہم میں سے ہر فرد یہ محسوس کرے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور احسان سے ان قربانیوں کا مطالبہ کر کے اسے اعلیٰ درجہ کی نعمت کی طرف بلایا ہے نہ کہ جانی یا مالی قربانی کے لئے۔ اور ہمارا انجام بخیر ہو۔ اور وہ زندگی جو حقیقی زندگی ہے اور جس کے مقابلہ میں دُنیوی زندگی بالکل بے حقیقت اور ناپائیدار ہے۔ یعنی ہماری ابدی زندگی خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کی رحمتوں کے نیچے گزرے اور ہماری یہ عارضی اور غیر مستقل زندگی بھی ناکامی اور نامرادی کی زندگی نہ ہو۔ (اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ)" (الفضل 21 جولائی 1947ء)

---

[1] الکھف: 97